سرگرمیوں پر شدید اعتراضات کیے۔ ایسا لگتا تھا کہ خدانخواستہ کہیں یہ ادارہ بند ہی نہ ہو جائے، مگر شہزادہ نائف نے اس ادارے کی سرگرمیوں کا مکمل دفاع کیا۔ ان کے کام کی تعریف کی۔ اس ادارے میں خود تشریف لے گئے اور کہا: ''یہ ادارہ ہمارے ملک کی مضبوطی اور استحکام کا ضامن ہے۔'' ان کے اس واضح اور دوٹوک موقف نے مخالفین کے سارے عزائم ناکام بنا دیئے۔

شہزادہ نائف اپنے رب کی طرف لوٹ گئے ہیں۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ ان کا جنازہ حرم مکی میں ادا کیا جائے اور تدفین بھی مکہ مکرمہ میں ہی ہو۔ مرحوم شہزادہ نائف بن عبدالعزیز نے کچھ عرصہ قبل اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا تھا: ''ہمیں دینِ اسلام کو مضبوطی کے ساتھ تھامنا ہوگا۔ دین کا مکمل دفاع کرنا ہوگا۔ لوگ ہمارے عقیدے اور وطن کو نشانہ بنائے ہوئے ہیں۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے عقیدے اور وطن کی حفاظت کریں۔'' انہوں نے اپنے نوجوانوں، علماء، خطباء اور دعاۃ سے کہا: ''اب یہ آپ حضرات کی ذمہ داری ہے کہ آپ اپنے عقیدے، وطن اور قوم کی حفاظت کریں۔ ان کا دفاع کریں اور اپنی آنے والی نسلوں کو فتنوں اور گمراہیوں سے محفوظ بنائیں۔''

بلاشبہ اسد السنۃ شہزادہ نائف بن عبدالعزیز کی فکر اور سوچ کا محور اسلام ہی تھا اور عقیدۂ توحید پر ان کی بہت توجہ تھی۔ اس کیلئے وہ ساری زندگی جدوجہد اور کوشش کرتے رہے۔ ان کی وفات صرف سعودی عرب کے عوام کیلئے ہی صدمہ نہیں بلکہ پوری دنیا کے موحدین کیلئے عظیم صدمہ ہے۔ میں ان کے جنازے کو دیکھ کر کہہ رہا تھا: ''اے عظیم قائد! اے محبوب مدبر! اے محافظِ سنتِ نبویؐ! ہماری آنکھوں میں آنسو ہیں، دل صدمے سے دوچار ہے مگر ہم وہی بات کہیں گے جو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے لختِ جگر ابراہیمؑ کی وفات پر فرمائی تھی: ''ابراہیمؑ! ہم تمہاری جدائی سے نہایت رنجیدہ ہیں، مگر منہ سے کوئی ایسا لفظ نہیں نکالیں گے جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو۔'' بلاشبہ ہم بھی شہزادہ نائف کی وفات سے رنجیدۂ خاطر ہیں مگر ہم اپنی زبان سے کوئی ایسا کلمہ نہیں نکالیں گے جس سے ہمارا رب ناراض ہو جائے''۔ سعودی عرب میں مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے لوگ جن میں پاکستانی کمیونٹی پیش پیش ہے، اس عظیم قائد اور مدبر کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ خادم الحرمین الشریفین شاہ عبداللہ بن عبدالعزیز، شاہی خاندان کے تمام افراد، مرحوم کے صاحبزادگان، اعزہ واقارب اور سعودی عوام کے ساتھ دلی تعزیت کرتے ہوئے یہ دعا کرتے ہیں:

عَظَّمَ اللّٰهُ أَجْرَكُمْ وَ غَفَرَ اللّٰهُ لِمَيِّتِكُمْ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

توہینِ رسالت پر مبنی فلم اور امریکی دہشت گرد سام

تحریر: محمد زبیر آل محمد مدیر جامعہ اسلامیہ سوڈھی جیوالی خوشاب

''اسلام ایک کینسر ہے'' یہ نظریہ 52 سالہ اسرائیلی کا ہے جو امریکہ میں پراپرٹی ڈیلر کا کام کرتا ہے اور کیلی فورنیا میں سام باسل کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ ایک مذہبی انتہا پسند یہودی ہے۔ اسلام سے اس کی نفرت اور مسلمانوں سے تعصب نے اسے 100 یہودی تاجروں سے 50 لاکھ ڈالر جمع کرنے پر مجبور کیا۔ تاکہ وہ مسلمانوں کے خلاف ایک فلم تیار کرے۔ اس فلم کی تیاری میں اس نے چند مصری قبطی تارکین وطن کا تعاون لیا اور امریکہ میں اس کا آغاز کر دیا۔ فلمی عملے سے یہ کہا گیا کہ اس فلم کا نام ''صحرائی جنگجو Desert Warrior'' ہوگا جو 2000 سال پہلے کے مصر کے بارے میں ہوگی۔ کیلی فورنیا سے فلمی عملے کی ایک خاتون ''سنڈی لی گارسیا'' نے کہا ہے کہ ''ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ فلم اسلام دشمن پروپیگنڈے کیلئے استعمال کی جائے گی'' ہمارے ساتھ جھوٹ بولا گیا اور یہ فلمی تاریخ کا سب سے بڑا جھوٹ ہے''۔

2011 کے آخر میں اس فلم کو تیار کر لیا گیا تھا اس کا فلمی دورانیہ 2 گھنٹے پر مشتمل ہے جسے انگریزی میں تیار کیا گیا اور 30 جون 2012 کو جب ہالی وڈ کے ایک چھوٹے سے سینما میں اسے دکھایا گیا تو اس کا نام ''اسامہ بن لادن کی معصومیت'' تھا جب اسے مصری ٹیلی ویژن چینل ''الناس'' پر چلایا گیا تو اس کا نام ''مسلمانوں کی معصومیت "Innocence of Muslims" سامنے آیا۔

سام باسل نے 3 ماہ کے دوران اس کے انگریزی مسودے کو تیار کیا۔ اس پروڈیوسر کے ہمراہ 59 فنکاروں اور 45 دیگر افراد نے پس کیمرہ کام کیا۔ امریکی پادری گستاخ قرآن ٹیری جونز بھی اس فلم کا ایک کردار ہے۔ یہ فلم امریکہ میں تیار کی گئی ٹیری جونز نے بھی اس فلم کے کچھ حصے اپنے گرجا گھر میں دکھائے اور اب اس فلم کی تشہیر بھی ٹیری جونز کر رہا ہے اس کے بقول فلم کی تشہیر کے سلسلے میں ان کا سام باسل سے رابطہ تھا لیکن اس کی سام باسل سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی اور نہ ہی ان کی شناخت کر سکتا ہے۔ ایک اور مصری نژاد امریکی موریس صادق بھی فلم کی تشہیر میں کردار ادا کر رہا ہے جو اسلام مخالف نیشنل امریکن کاپٹک اسمبلی سے تعلق رکھنے والا ہے اور اس فلم کی 13 منٹ کی فوٹیج یوٹیوب پر بھی نشر کی جا چکی ہے۔ اس فلم کا عربی میں ترجمہ اور اس کا عرب ٹی وی اسٹیشنوں پر نشر ہونا ہی تھا کہ مظاہرے پھوٹ پڑے تو ساتھ ہی سام انگریزی سے مصری لہجے میں ڈبنگ سے لاعلمی ظاہر کرتے ہوئے روپوش ہو گیا جبکہ حقیقت حال یہ ہے کہ سام خود بھی مصری لہجے سے واقف ہے اور اس کے خاندان کے بعض ارکان بھی مصر میں

رہتے ہیں سام نے اپنے ٹھکانے کو صیغہ راز میں رکھنے کا وعدہ لیتے ہوئے اسرائیل سے شائع ہونے والی عبرانی اخبار ''ہارٹز'' اور امریکی روزنامے ''وال اسٹریٹ جنرل'' سے ٹیلی فون پر بات کی ہے۔

9/11 کی دسویں سالگرہ پر امریکی پادری ٹیری جونز نے مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآن مجید کو نذر آتش کر کے توہین قرآن کا ارتکاب کیا اور گستاخ قرآن ٹھہرا جبکہ 9/11 کی گیارہویں سالگرہ پر اسرائیلی نژاد امریکی یہودی نے توہین رسالت پر مبنی فلم تیار کر کے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی دل آزاری کی جس سے دنیا بھر میں اشتعال پیدا ہوا، جلسے، احتجاج، ریلیاں، فائرنگ، جلاؤ، گھراؤ کے حالات پیدا ہونا ایک لازمی امر تھا جس سے جانی اور مالی نقصان ہوا، اور ہو رہا ہے حتیٰ کہ غیر مسلم اقوام خود بھی غیر محفوظ ہو گئے جبکہ لیبیا میں ایک امریکی سفیر کرسٹوفر سٹیونز بھی ہلاک ہو گیا۔

اہل اسلام کے نزدیک اپنی جان، مال اور اولاد سے زیادہ عزیز حضرت محمد ﷺ کی ذات اور مقام ہے۔ سب کچھ قربان کرنے کے باوجود بھی ہم سمجھتے ہیں کہ محبت کا حق ادا نہیں ہوا۔ خلیفہ ہارون الرشید نے امام مالکؒ سے نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے کا حکم دریافت کیا تو امام مالکؒ نے فرمایا ''اس امت کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں جس کے نبی کو گالیاں دی جائیں'' ان تمام حالات کی خرابی اور نقصانات کا ذمہ دار اسرائیلی یہودی سام باسل، اس کے رفقاء، 100 یہودی تاجر اور ایسی حرکات کی سرپرستی کرنے والی یہودی اور عیسائی حکومتیں ہیں جن کی وجہ سے دنیا کا امن تباہ ہوا۔ اسی انتہا پسند، یہودی دہشت گردی کی وجہ سے اشتعال پیدا ہوا۔ اسے گرفتار کر کے مسلم ممالک کے حوالے کیا جائے تاکہ پھانسی کا پھندا، اس کی گردن کے منکے کو توڑ کر اس کی سانسوں کو روک دے۔ بصورت دیگر کوئی مسلم نوجوان اسی کی چلتی ہوئی نبض کو روکنے کیلئے کوئی دوسرا راستہ اختیار کرے تو اسے دہشت گرد کے نام سے فوراً پکارا جائے گا۔ امریکی کمانڈوز کی انسداد دہشت گردی کی ٹیمیں اور امریکی بحریہ کے جنگی جہاز احتیاطی تدابیر کے طور پر مختلف ساحلوں کے قریب روانہ کرنے سے قبل غور کریں، سوچیں اور انصاف سے فیصلہ کریں کہ ایسے ''عمل'' کو دہشت گردی نہ سمجھنے والے ''ردعمل'' کو کب تک دہشت گردی کہتے رہیں گے۔

ایک گستاخ رسول عیسائی کو جب قبر کی مٹی نے رات کے اندھیرے میں باہر پھینک دیا تو عیسائی حضرت محمد ﷺ اور آپ کے رفقاء کو قصوروار جان رہے تھے۔ لیکن کئی دن کی کوششوں کے بعد یہ اعتراف کرنا پڑا کہ یہ توہین رسالت کے عمل کا ردعمل ہے کہ اس گستاخ رسولؐ کے وجود کو مٹی قبول نہیں کر رہی۔

حضرت انسؓ اس واقعے کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے کہتے ہیں کہ: ''ایک شخص پہلے عیسائی تھا پھر وہ مسلمان ہو گیا اس نے سورۂ بقرہ اور آل عمران پڑھ لی تھی اور وہ نبی کریم ﷺ کیلئے وحی لکھتا تھا پھر وہ شخص مرتد ہو کر